روزنامہ (1913ء سے جاری شدہ) FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 25 جون 2014ء 26 شعبان 1435 ہجری 25 احسان 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 144

عجز و بکا

مرے مولیٰ مری یہ اِک دعا ہے — تری درگاہ میں عجز و بُکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے — زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے — ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے — وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
عجب محسن ہے تو بحر الایادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 2010ء میں فرماتے ہیں:۔

حضرت محمد حسین خان ٹیلر ابن مکرم خدا بخش صاحب سکنہ گوجرانوالہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور (بیت) میں بیٹھے ہوئے تھے تو کوئی کسی ضروری حاجت کے واسطے اندر تشریف لے گئے تو پاس ہی حضور کی صدری پڑی تھی۔ اس کو اپنے کندھے پر رکھ لیا تو اندر چلے گئے۔ دو تین منٹ کے بعد پھر واپس آ گئے تو صدری لا کر پھر وہاں رکھ دی۔ تو سید فضل شاہ صاحب کہتے ہیں کہ حضور یہاں تو کوئی اوپرا آدمی نہ بیٹھا ہوا تھا۔ حضور دو منٹ کے واسطے اندر گئے ہیں اور پھر واپس آ گئے ہیں تو حضور نے صدری اپنے کندھے پر رکھ لی۔ حضور نے فرمایا کہ کسی کو گناہ کرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہئے۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 97 تا 103)

تو یہ ان لوگوں سے تو خدشہ نہیں تھا لیکن حضرت مسیح موعود کا ایک تربیت کا انداز تھا کہ بجائے اس کے کہ کسی کو موقع دو یا شکوک میں مبتلا ہو اگر کوئی چیز تمہاری ہے تو ساتھ ہی اٹھا لو............۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل کی روایت ہے جو سرساوا ضلع سہارنپور کے تھے۔ 1894ء میں انہوں نے بیعت کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود اس زمانہ کے (۔) اور صوفیوں پر بھی افسوس کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حق سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو راستی سے ہٹانے میں پہلوں سے بھی زیادہ زور لگایا تا اللہ تعالیٰ کے بندے راستی کو قبول نہ کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ تسلی نہ دیتا کہ میں تیری (۔) کو زمین کے کناروں تک پھیلاؤں گا اور تجھے نامراد نہیں ہونے دوں گا۔ تو یہ جو (۔) کی بک بک ہے پتہ نہیں کیا تکلیف دیتی؟ فرمایا کہ اگر یہ لوگ میری آہ و بکاہ کو سن لیں کہ مَیں کس طرح ان لوگوں کی بہتری اور ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور روتا ہوں کہ اے میرے مالک، میرے محسن تو آپ ان پر رحم فرما اور ان کے دلدّروں کو دور کر دے اور ان کو صراط مستقیم پر چلا اور ان کو گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لے۔ مَیں بار بار الٰہی آستانہ پر ان کے لئے گرتا ہوں کہ الٰہی یہ بے خبر ہیں کہ میں ان کے لئے تیرے سے کیا کیا مانگتا ہوں۔ اللہ اللہ جب حضور نے یہ الفاظ منہ سے فرمائے تو ہم تصویر ہی بنے ہوئے تھے کہ یہ پاک وجود اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ایسا خیر خواہ ہے؟ یہ بالکل صحیح ہے اللہ تعالیٰ جن پاک وجودوں کو اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے وہ اس کے بندوں کے لئے دردمند اور سچے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اس کے بندوں کے لئے اس قدر بے تاب ہوتے ہیں کہ ماں باپ بھی ایسے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ لکھتے ہیں کہ کیونکہ مَیں نے آپ کے کرب کی آوازیں سنی ہوئی ہیں۔ (تو مجھے تو اندازہ ہے کہ کس طرح بے تابی ہوتی تھی)۔

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 97-98)

(الفضل 31 اگست 2010ء)

قربانی کی ضرورت

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''ہمیں دین کے لئے روپیہ کی ضرورت پیش آتی ہے اور پیش آتی رہے گی لیکن جہاں تک (دعوت الی اللہ) کا کام ہے وہ روپیہ سے نہیں چل سکتا بلکہ قربانی اور ایثار سے چل سکتا ہے اس کے لئے نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں۔''

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد اول صفحہ 359)

ذہین اور مخلص نوجوان زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے خود کو پیش کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

بیعت کا حق ادا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''یاد رکھیں کہ اگر انقلاب لانا ہے، اگر اُس ذمہ داری کو نبھانا ہے جو حضرت مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے کے لئے ہم پر ہے، اگر بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو بیوت الذکر کی یہ رونقیں عارضی نہیں بلکہ مستقل قائم کرنی ہوں گی۔ اپنی تمام حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔ اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔ نشان تبھی ظاہر ہوں گے جب صبر اور صلوٰۃ کے حق ادا ہوں گے۔ جب اپنے نفس کو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہم فنا کریں گے۔ جب توحید پر قائم ہونے کا حق ادا کریں گے۔ اور جب یہ ہو گا تو ...... کا نظارہ بھی ہم دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ خود مدد کے لئے اُترے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تمام تر طاقتوں اور حسن کے جلووں سے ہماری مدد کو آئے گا اور دنیا دار ممالک اور دنیاوی طاقتوں کے عوام کے دل اللہ تعالیٰ اس طرف پھیر دے گا۔ ہمارے کاموں میں برکت پڑے گی ......۔ توحید کا قیام ہو گا اور خدا تعالیٰ کی ذات کے انکاری خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنا حق ادا کر کے یہ نظارے دیکھنے والے ہوں۔''

(روزنامہ الفضل 7 جنوری 2014ء)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

اداریہ

آغاز تحریک جدید اور وقف سائیکل کی تحریک

حضرت مصلح موعود نے جن حالات میں تحریک جدید کی بنیاد رکھی قارئین الفضل ان سے واقف ہیں۔ یہ تحریک بے شمار تحریکوں کا مجموعہ یا نقطہ آغاز تھا جو بعد میں بلند و بالا درختوں کی شکل میں تبدیل ہوتی رہیں۔ آج ان میں ایک ضمنی تحریک کا ذکر مقصود ہے۔

1935ء کے آغاز میں دعوت الی اللہ کے لئے قصبات اور دیہات کا جائزہ لینے کے لئے فارم چھپوائے گئے اور یہ جائزہ سائیکل سواروں کے ذریعہ لیا جاتا تھا ابتداء میں 4 سائیکل سوار بھجوائے گئے ایک کے پاس اپنی ذاتی سائیکل تھی 2 سائیکلیں ہدیہ آئی تھیں اور ایک سائیکل دفتر تحریک جدید نے خریدی تھی۔ 11 جنوری 1935ء کے خطبہ میں حضور نے 16 سائیکلوں کی تحریک فرمائی۔ اس پر جماعت نے اس کثرت سے سائیکلیں بھیج دیں کہ آئندہ سائیکل نہ بھجوانے کی ہدایت کرنا پڑی۔

اس ضمن میں حضور کا ارشاد درج کیا جاتا ہے جس سے اس دور کے حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے حضور کے جذبہ دعوت الی اللہ پر بھی اور جماعت کی کسمپرسی پر بھی۔ حضور فرماتے ہیں:

چار سائیکلسٹ بھی روانہ ہو چکے ہیں۔ لیکن ساری سکیم پر دوبارہ غور کرنے اور عملی پہلوؤں کو اپنے ذہن میں مستحضر کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پانچ نہیں بلکہ سولہ سائیکل سواروں کی ضرورت ہے۔ اور اب تجویز یہی ہے کہ سولہ سائیکلسٹ مقرر کئے جائیں اور چونکہ تجویز کی وسعت کے ساتھ زیادہ سائیکلوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ بعض دوست ایسے ہوتے ہیں جو پہلے سائیکل پر سوار ہوا کرتے تھے مگر اس کے بعد انہوں نے موٹر خرید لیا۔ یا پہلے سائیکل پر سوار ہوا کرتے تھے مگر اس کے بعد انہوں نے گھوڑا خرید لیا یا اب سائیکل پر چڑھنا ہی انہوں نے چھوڑ دیا اور اس طرح سائیکل ان کے پاس بے کار پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس اگر ایسے دوست ہماری جماعت میں ہوں خواہ وہ قادیان کے ہوں۔ یا باہر کے تو وہ اس طرح بھی ثواب کما سکتے ہیں کہ اپنے اپنے سائیکل یہاں بھجوا دیں اگر ہم خریدنے لگیں۔ تو آٹھ نو سو روپیہ ہمارا خرچ ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس طرح سائیکل آجائیں تو ایک ایک سائیکل پر خواہ دس پندرہ روپے بطور مرمت خرچ ہو جائیں۔ تو پھر بھی سو ڈیڑھ سو روپیہ میں کئی سائیکل تیار ہو سکتے ہیں اور اس طرح بہت سی بچت ہو سکتی ہے۔ اب جو چار سائیکلسٹ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک کے پاس اپنا بائیسکل تھا۔ جسے مرمت کرا دیا گیا۔ دو سائیکل بعض دوستوں کی طرف سے ہدیۃً ملے تھے۔ اور ایک سائیکل خرید لیا گیا۔ چونکہ یہ تمام سائیکل سوار پندرہ بیس دن کے اندر اندر روانہ ہونے والے ہیں۔ اس لئے قادیان یا باہر کی جماعت میں سے اگر کوئی دوست سائیکل دے سکتے ہوں تو بہت جلد بھجوا دیں۔ (الفضل 24 جنوری 1935ء ص 5)

تین ہفتوں کے بعد روزنامہ الفضل لکھتا ہے:

احباب کرام نے اس قدر سائیکل بھیج دیئے ہیں کہ حضور نے یہ اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا ہے کہ اب دوست سائیکل روانہ نہ کریں فی الحال اور سائیکلوں کی ضرورت نہیں۔

(الفضل 14 فروری 1935ء ص 2)

یہ اعلان جماعت کے عظیم الشان اخلاص کا مظہر ہے۔ پھر دیکھیں کہ خدا نے اس تحریک میں کتنی برکت ڈالی اور اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو خدا نے جن برکات سے نوازا اس کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔

وفادارِ خلافت

ماہر علم طبابت ڈاکٹر مہدی علی
پی گیا جام شہادت ڈاکٹر مہدی علی

خدمت انسانیت تھا جس کا شیوہ لاجرم
وہ وفادارِ خلافت ڈاکٹر مہدی علی

اک معطر پھول سا چہرہ شگفتہ سا گلاب
دِکھتا تھا وقت شہادت ڈاکٹر مہدی علی

وہ شہیدان وفا جو جا بسے فردوس میں
پا گیا ان کی رفاقت ڈاکٹر مہدی علی

کر لیا تاریخ نے محفوظ تیرا نام بھی!
اے شہیدِ احمدیت ڈاکٹر مہدی علی

پیش کرتا ہوں تجھے میں آنسوؤں میں بھیگتے
اپنے جذبات عقیدت ڈاکٹر مہدی علی

مبارک احمد ظفر

تلفظ اور معانی سیکھئے

الفاظ	تلفظ	معانی
مصداق	مِصْدَاقْ	وہ جس پر کوئی مضمون صادق آئے، ثبوت صداقت، ثبوت کنندہ
مصدَّق	مُصَدَّقْ	تصدیق کیا ہوا، آزمایا یا تجربہ کیا گیا
مصدِّق	مُصَدِّقْ	سچائی کی تصدیق کرنے یا گواہی دینے والا، سچ ثابت کرنے والا جو تصدیق کرے
مصفا، مصفّٰی	مُصَفّٰی	پاکیزہ، صاف کیا گیا، نتھرا ہوا
مصلحت	مَصْلَحَتْ	صلاح مشورہ،، بہتری، بھلائی، پالیسی
مصمّم	مُصَمَّمْ	پختہ، مستحکم، پختہ ارادے کے ساتھ
مضایقہ	مُضَایَقَہْ	حرج، قباحت، خرابی، تنگی، تامل
مضل	مُضِلّْ	گمراہ کرنے والا، ضائع کرنے والا
مطلع	مُطَّلِعْ	اطلاع دینے والا، آگاہ کرنے والا
مطہروحی	مُطَهَّرْ وَحی	پاکیزہ وحی
مظہر تجلیات الٰہیہ	مَظْهَرِ تَجَلِّیَاتِ اِلٰهِیَّہْ	جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے جلووں کا اظہار ہو۔ وہ وجود جس پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا ظہور ہو۔
معارض	مُعَارِضْ	مقابل، مخالف، حریف، مدعی
معارف	مَعَارِفْ	اشیاء کی واقفیت، معرفت ذات خداوندی کے مسائل

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم طاہر محمود احمد صاحب

چندہ دینے والے خدا کے دفتر میں حقیقی مرید ہیں

حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ کے پرحکمت ارشادات

ریاکاری سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"بعض بدیوں سے بعض اعمال حبط بھی ہو جاتے ہیں۔ ریاکاری بھی حبط اعمال کے واسطے ایک خطرناک کیڑا ہے۔ مثلاً ایک مجلس میں چندہ ہوتا ہے۔ ایک شخص اٹھتا ہے۔ میرا پانصد روپیہ لکھا جاوے۔ اب اگر صرف دکھاوے اور واہ واہ کی آواز کے واسطے یا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اس کا اجر اس نے پالیا۔ عنداللہ اس کے واسطے کوئی اجر نہ ہوگا۔ اس موقعہ پر ہمیں ایک نقل تذکرۃ الاولیاء کی یاد آگئی۔ لکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے ان کو دس ہزار روپیہ کی سخت ضرورت پیش آگئی۔ انہوں نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا تو ایک بزرگ تھے ان کو دس ہزار روپیہ کی تھیلی ان کے آگے لا رکھی۔ اب وہ بزرگ لگے اس شخص کی تعریف کرنے اور ایک گھنٹہ تک برابر اس کی تعریف کی۔ آخر وہ شخص جس نے روپیہ دیا تھا مجلس میں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور گھر سے واپس لوٹ کر عرض کی کہ مجھ سے تو سخت غلطی ہوئی۔ اصل میں وہ روپیہ تو میری ماں کا تھا اور میں اس کا روپیہ خود بخود دینے کا مختار نہ تھا۔ روپیہ مجھے دے دیا جاوے۔ اب لگی اس کو بجائے تعریف کے لعن طعن ہونے اور لوگ کہنے لگے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بناوٹ کی ہے۔ بہانہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر جب وقت گزر گیا اور رات کی سنسان گھڑیاں تھیں کہ وہی شخص وہی روپیہ لے کر اسی بزرگ کے مکان پر چپکے سے آئے اور وہی روپیہ پیش کر کے عرض کی کہ حضور میں نے روپیہ اللہ تعالیٰ کے واسطے دیا تھا نہ کہ تعریفیں سننے کے واسطے۔ اب آپ کو قسم ہے خدا کی کہ آپ اس روپیہ کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے اس خیال سے کہ اب جب تک یہ شخص جئے گا لوگ اسے گالیاں دیں گے۔ طعن و تشنیع کریں گے ملامت ہی کیا کریں گے۔ ان کو اس حقیقت کی کیا خبر؟

غرض جس کام میں ریاکاری کا ذرّہ بھی ہو وہ ضائع جاتا ہے۔ اس کی وہی مثال ہے جیسے ایک اعلیٰ قسم کے عمدہ کھانے میں کتا منہ ڈال دے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 658-659)

چندوں میں ریا کے صحیح محل کا فلسفہ

"ایک شخص جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ریا نہیں کرتا۔ جب ریا کا وقت ہو اور وہ نہ کرے تو ثابت ہوگا کہ نہیں کرتا۔ لیکن جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا بعض اوقات ان عادتوں کا محل ایسا ہوتا ہے کہ وہ بدل کر نیک ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ نماز جو باجماعت پڑھتا ہے اس میں بھی ایک ریا تو ہے لیکن انسان کی غرض اگر نمائش ہی ہو تو بیشک ریا ہے اور اگر اس سے غرض اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری مقصود ہے تو یہ ایک عجیب نعمت ہے۔ پس (بیوت) میں بھی نمازیں پڑھو اور گھروں میں بھی۔ **ایسا ہی ایک جگہ دین کے کام کے لئے چندہ ہو رہا ہو۔ ایک شخص دیکھتا ہے کہ لوگ بیدار نہیں ہوتے اور خاموش ہیں۔ وہ محض اس خیال سے کہ لوگوں کو تحریک ہو سب سے پہلے چندہ دیتا ہے۔ بظاہر یہ ریا ہوگی لیکن ثواب کا باعث ہوگی۔** اسی طرح خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ ...... زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ایک جنگ میں ایک شخص اکڑ کر اور چھاتی نکال کر چلتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ فعل خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے۔ پس ع

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

غرض خلق محل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ کوئی خُلق بُرا نہیں بلکہ بداستعمالی سے بُرے ہو جاتے ہیں۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 486)

نیکی کی ترغیب دلانے والے کا اجر

"میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو اور علانیہ نہ کرو۔ نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے۔ ایک نیک طبع انسان ایک کام میں سبقت کرتا ہے اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس کار خیر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے اس شخص کو بھی ثواب ملتا ہے ان کے ثواب میں سے بھی حصہ لیتا ہے۔ پس اس رنگ میں کوئی نیک کام اس نیت سے کرنا کہ دوسروں کو بھی ترغیب و تحریص ہو بڑا ثواب ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 659)

مصارف چندہ

"**اوّل۔ مہمان خانہ۔** جس قدر لوگ مذہبی تحقیقات کے لئے آتے ہیں ان کو وہاں سے کھانا ملتا ہے اور اس مد کے چندہ میں سے مسافروں، یتیموں اور بیواؤں کی بھی امداد کی جاتی ہے۔

دوم۔ مطبع۔ اس میں مذہبی کتابیں اور اشتہارات چھاپے جاتے ہیں اور بعض دفعہ لوگوں میں مفت تقسیم ہوتے ہیں۔

سوم۔ مدرسہ۔ ایک مدرسہ قائم کیا گیا لیکن اس کی ابھی ابتدائی حالت ہے اور اس کے انتظام وانصرام کے لئے اخراجات ہوتے ہیں۔

چہارم۔ سالانہ اور دیگر جلسہ جات۔ سالانہ جلسے بھی ہوتے ہیں اور ان جلسوں کے سرانجام دینے کے لئے چندہ فراہم کیا جاتا ہے۔

پنجم۔ خط و کتابت۔ مذہبی تحقیقات کے متعلق جس قدر خط و کتابت ہوتی ہے اس کیلئے چندہ لیا جاتا ہے۔

ان پانچ مدوں میں چندہ کا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔"

(خلاصہ از ضرورت الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 515-516)

موصیان کے لئے دعا

"اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یاربّ العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یاربّ العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اِس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا۔

(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل طیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اِن مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض اُنہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔"

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 تا 318)

جزائے اعمال کا (دینی) فلسفہ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"جزائے اعمال کا (دینی) فلسفہ بتا دیا گیا کہ (دینی) فلسفہ یہ نہیں کہ اگر کسی کے پاس زیادہ سامان ہوں گے اور اُسے زیادہ ثواب ملے گا بلکہ اگر کوئی شخص اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق قربانی کا حق ادا کر دیتا ہے تو وہ ثواب میں اُس شخص سے یقیناً بڑھ جائے گا جس نے گو بظاہر اس سے زیادہ قربانی کی مگر اپنی طاقت سے کم حصہ لیا۔ مثلاً اگر کسی شخص کے پاس دس لاکھ روپیہ ہے اور وہ اُس میں سے دس ہزار روپیہ خدا کی راہ میں دے دیتا ہے اور دوسرے شخص کے پاس صرف سو روپیہ تھا مگر اُس نے سو کا سو

روپیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا تو ایک سو روپیہ خرچ کرنے والا دس ہزار روپیہ چندہ دینے والے سے زیادہ ثواب حاصل کرے گا کیونکہ اس نے اپنی ساری پونجی خدا تعالیٰ کی راہ میں لٹا دی لیکن دس لاکھ والے نے اپنی ساری پونجی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کی بلکہ اُس کا سواں حصہ خرچ کیا۔ پس وہ دس ہزار روپیہ خرچ کرنے کے باوجود ثواب میں اُس شخص سے بہت کم رہے گا جس نے سو روپیہ خرچ کیا ہے۔ اُس کی ایک موٹی مثال موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مال میں حضرت عثمانؓ سے بہت کم تھے۔ حضرت عثمانؓ نے صرف ایک غزوہ کے موقع پر اتنا چندہ دے دیا تھا کہ شائد ابوبکرؓ کو سالوں میں بھی مجموعی طور پر اتنا چندہ دینے کا موقع نہیں ملا ہوگا۔ مگر باوجود اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمات میں حضرت ابوبکرؓ کی تعریف حضرت عثمانؓ سے زیادہ کی ہے، اس کی وجہ درحقیقت یہی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے بعض دفعہ اپنا سارا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ بات ثابت نہیں۔ حضرت عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ اب کی دفعہ صدقہ خیرات میں ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں۔ اُن کا اندازہ یہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں جو چندہ دیا ہے وہ نصف مال سے کم ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا میں اب کی دفعہ اپنا نصف مال دے دوں گا اور ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ میں مال لدا پھندا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچا اور میں اپنے دل میں بہت خوش تھا کہ آج ابوبکرؓ سے ضرور بڑھ جاؤں گا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ابوبکرؓ پہلے ہی کھڑے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ کہہ رہے تھے کہ ابوبکرؓ تم نے اپنے گھر میں بھی کچھ چھوڑا؟ اور ابوبکرؓ اس کے جواب میں یہ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ! اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے اپنے دل میں سمجھ لیا کہ اُس شخص سے بڑھنا ناممکن ہے۔ اب دیکھو جہاں تک مال کا سوال ہے عثمانؓ زیادہ مالدار تھے، جہاں تک رقموں کا سوال ہے جو رقمیں حضرت عثمانؓ نے دیں ابوبکرؓ نے نہیں دیں مگر باوجود اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کی تعریف کرتے عثمانؓ کی اتنی تعریف نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اپنے مال کی نسبت سے ابوبکرؓ نے جو عقلمندی کی وہ عثمانؓ نے نہیں کی۔ پس یہاں جزاءِ اعمال کا (دینی) فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے۔ جزاءِ اعمال کے متعلق (دینی) مسئلہ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ کمیت کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ جو کچھ دیا گیا ہے وہ دینے والے کی قربانی کے مقابلہ میں کیا نسبت رکھتا ہے۔ اگر دی ہوئی چیز بہت چھوٹی سی ہے مگر تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اُس میں ساری طاقت اتنی ہی تھی تو وہ اُس شخص سے بڑھ جائے گا جس نے اُس سے زیادہ دیا مگر وہ قربانی کی طاقت زیادہ رکھتا تھا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 400-401)

چندے کا روپیہ اور دنیا کی دولت کا تقابل

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

’’بجٹ کی زائد وصولی پر خوشی کا تیسرا پہلو وہ ہے جو دینے والوں کی حالت سے تعلق رکھتا ہے۔ حق حلال کی کمائی اس میں شامل ہے۔ اہلِ ایمان مزدوروں کا پسینہ اس میں شامل ہے۔ ایسی محنت اور پاکیزہ محنت اس روپیہ میں داخل ہو چکی ہے جو اپنی پاکیزگی کے لحاظ سے ساری دنیا میں بے مثل ہے۔ اپنی قناعت کے لحاظ سے بے مثل ہے اور ان پاکیزہ خیالات کے لحاظ سے بے مثل ہے جو اس محنت میں شامل ہیں۔ پس اس روپیہ کے ساتھ دنیا کے کسی دوسرے روپیہ کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ان امیروں کا فاضلہ بھی اس میں شامل ہے جنہوں نے دنیا کی گناہ آلود زندگی کو ترک کر کے اپنے روپے کو دنیا کی لذتوں کے حصول پر خرچ کرنے کی بجائے اپنے رب کی رضا کے حصول پر خرچ کیا ورنہ دنیا میں کروڑوں امیر ایسے بس رہے ہیں جو فسق و فجور کی راہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ ان کا روپیہ ان کی گناہ کی توفیق سے بڑھ جاتا ہے اور وہ بے چین ہوتے ہیں کہ اس کو کس طرح خرچ کریں اور کس طرح اپنے گناہ کی تمنا کو پورا کریں۔ اس کی پیاس بجھائیں۔ لیکن میدان نہیں ملتے۔ اس کے برعکس اللہ کے فضل سے احمدی امراء ہیں جو مواقع ہونے کے باوجود، ہر طرح کے امتحانوں اور ابتلاؤں کے باوجود ان مواقع سے رُکتے رہے، جو گناہ کے حصول کے لئے، روپے کے ذریعہ، مواقع ان کو میسر آ سکتے تھے اور اس روپے کو بچا کر نیک راہوں پر خرچ کیا۔ گو ذاتی لحاظ سے ان کی تکلیف، غریب کی تکلیف کے مقابل پر کم تھی لیکن اس سے انکار بہر حال نہیں ہے کہ انہوں نے اور رنگ کی روحانی تکلیفیں اپنے اوپر وارد کیں اور امتحانوں میں ثابت قدمی دکھائی۔ پس اس روپیہ میں وہ بھی اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ شریک ہیں۔ پھر ان غریبوں اور مسکینوں کی دال روٹی بھی اس روپے میں شامل ہو چکی ہے جو بمشکل زندگی گزارتے ہیں۔ ایسے معمولی مددگار کارکن جن کو بعض دفعہ جماعت کو عطیہ دینا پڑتا ہے۔ زندگی کی بقاء کے لئے ان کا روپیہ پیسہ بھی اس میں شامل ہوا ہوا ہے۔ ان کے بچوں کا دودھ جو ان کو نہیں ملا وہ بھی اس میں شامل ہے۔ ان کے تن بدن کے غریبانہ کپڑے بھی اس میں شامل ہیں۔ انہوں نے روپے کا روپ دھارا اور سلسلہ کے اس چندے میں داخل ہو گئے۔ ان کی اپنی ایک چمک دمک ہے۔ ان کی اپنی ایک روشنی ہے اور دنیا کا کوئی روپیہ اس نور اور اس روشنی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پھر ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ پر کہ اس نے چندہ دینے والوں کو دعاؤں کی توفیق بخشی۔ اس روپیہ میں ان کی دعائیں شامل ہیں۔ ان کی نیک تمنائیں شامل ہیں۔ ان کی گریہ وزاری شامل ہے۔ ان کا تقویٰ شامل ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ ...... (الحج:38) اللہ کو قربانیوں کا ظاہر کچھ بھی نہیں پہنچا کرتا۔ نہ اموال نہ روٹی کپڑا۔ نہ گوشت اور نہ خون صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ پس وہ چیز جس نے آگے جانا تھا وہ زادِ راہ بھی اس روپے میں شامل ہے۔ کیونکہ یہ روپیہ تو اس دنیا میں رہ جائے گا۔ اس کے اگلی دنیا میں انتقال کا کوئی ذریعہ ہم نہیں پاتے۔ تو خدا کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ ساری پاک چیزیں جو قربانیوں کو قبولیت کا درجہ دیتی ہیں وہ ساری پاک چیزیں ان روپوں میں شامل ہیں۔

پس دنیا کی آنکھ تو اس روپے کو ایک غریب اور نادار جماعت کا تھوڑا سا سرمایہ دیکھتی ہے۔ ایسا تھوڑا سرمایہ کہ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی حکومت بھی اس سرمایہ کے مقابل پر سینکڑوں گنا زیادہ طاقتیں رکھتی ہے لیکن اللہ کی رضا کی آنکھ اس میں غریبوں کے آنسوؤں کے موتی دیکھ رہی ہے۔ اللہ کی رضا کی آنکھ ان روپوں میں مومنوں کے قلب و جگر کے ٹکڑے دیکھ رہی ہے۔ ان امیروں کے اخلاص اور پاکیزگی کے جواہر دیکھ رہی ہے جنہوں نے فتنہ و فساد میں مبتلا ہونے کی خواہشوں کے باوجود اور گندگی میں مبتلا ہونے کی خواہشوں کے باوجود اللہ کی پاک رضا کی چادر اَوڑھ لی۔ یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کو اللہ کی نظر محبت اور پیار سے دیکھتی ہے اور ان کو قبول فرماتی ہے۔

پس اس روپے کی حیثیت عام دنیا کے روپے کی حیثیت سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہے۔ **چہ نسبت خاک را بعالم پاک**۔ کوئی مقابلہ نہیں۔ پیمانہ ہی مختلف ہے۔ پھر دنیا کی آنکھ اس روپے کو روبلز Roubles کی شکل میں دیکھ رہی ہے اور روپے کی شکل میں اور ٹکوں Takka کی شکل میں اور پونڈوں کی شکل میں اور ڈالروں کی شکل میں اور ینز Yens کی شکل میں اور کروناز Kronas کی شکل میں اور پسیتاز Pasetas کی شکل میں دیکھ رہی ہے اور ان پر مختلف تصویریں دیکھتی ہے۔ کہیں اشتراکیت کے نشان اس میں نظر آتے ہیں۔ کہیں درانتی۔ کہیں ہتھوڑے کہیں بادشاہوں کی تصویریں۔ کہیں جارج واشنگٹن کی شبیہہ ان کو دکھائی دیتی ہے۔ کہیں قائداعظم کی تصویر بھی وہ اس پر دیکھتے ہیں۔ مگر ایک عارف باللہ اس روپے میں سوائے اپنے رب کے اور کوئی تصویر نہیں دیکھتا۔ اللہ کی تصویر ہے اس کا چہرہ ہے جس کو قرآن کریم مالی اصطلاح میں لِوَجْهِ اللّٰه کہتا ہے یعنی اللہ کی وجہ کی خاطر جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں اس کے منہ کی خاطر۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے: ع

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

یہ اردو کا محاورہ ہے۔ عربی میں بھی یہی محاورہ ہے وجہُ اللّٰه یعنی اللہ کا چہرہ، اس کی رضا۔ تو جس چہرہ کی خاطر، جس منہ کی خاطر یہ قربانیاں کی جاتی ہیں، وہ اسی منہ کی تصویر بنی ہوئی اس پر دیکھتے ہیں۔ دنیا کے ممالک کے اپنے ملکی قوانین نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان کے Tarrif (ٹیرف) کے قوانین نظروں سے اُٹھ جاتے ہیں۔ صرف وجہُ اللّٰه ان کو نظر آتا ہے ہر اُس روپے پر، ہر اُس پیسے پر اور ہر اُس دھیلے پر جو جماعت احمدیہ قربانی کے طور پر اپنے رب کے حضور پیش کر رہی ہے۔

پس ساری دنیا کی طاقتیں مل جائیں اور ان کے خزانے اَربوں اَرب سے ضرب کھا جائیں تب بھی یہی ہمارا روپیہ جیتے گا اور ضرور جیتے گا کیونکہ اس کے مقدر میں شکست نہیں لکھی ہوئی۔ یہ اللہ کی رضا کی خاطر پیش کیا جا رہا ہے۔ دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس روپیہ کو پاک اور صاف رکھے اور اس ایمان میں برکت دیتا چلا جائے جس سے یہ روپیہ پھوٹا کرتا ہے۔‘‘

(خطبات طاہر۔ جلد اول صفحہ 42 تا 45)

☆......☆......☆

ابن کریم

احمدی کا نیک نمونہ

میرے ایک عزیز دوست حافظ صاحب ہیں وہ اپنے ملازم کے ساتھ ربوہ سے چنیوٹ چارہ بیچنے گئے۔ وہاں ٹھیکیدار نے کہا یہ چارہ 3 بجے دھوپ میں کاٹا گیا ہے لہٰذا اس کی قیمت کم ملے گی۔ ان کا ملازم بولنے لگا کہ نہیں نہیں فلاں وقت مگر حافظ صاحب نے اسے سختی سے ٹوک دیا کہ دیکھو رزق خدا کے ہاتھ میں ہے کم ہے یا زیادہ۔ مگر ہمیں تعلیم ہے کہ ہم نے غلط بیانی سے کام نہیں لینا۔ جھوٹ نہیں بولنا۔ ٹھیکیدار یہ فقرات سن کر حیران ہو گیا اور اس نے تعارف پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ دریا کے پار سے آپ کے ہمسائے ہیں۔ خیر وہ ٹھیکیدار بہت ہی خوش ہوا کہ آپ سچ بولتے ہیں غلط بیانی نہیں کرتے اور آپ نے سختی سے اپنے نوکر کو بھی ٹوک دیا کہ غلط بیانی سے رزق گھر نہیں لے کے جانا اب آپ کو میں دوسرے گاہکوں سے کم و بیش 20 روپے فی من کے حساب سے زیادہ رقم دوں گا۔ دوسروں کو 35 روپے یا حد 40 روپے من کے حساب سے رقم دے رہا ہوں آپ کے چارے کی خرید میں 55 روپے فی من کروں گا۔ کیونکہ مجھے آپ کی دیانتداری نے بہت متاثر کیا ہے اور سچ بولنے نے مجھے آپ کا گرویدہ بنا دیا ہے اور میں دلی خوشی سے آپ کو زائد پیسے دوں گا۔

رپورٹ مکرم فرید احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ کنشاسا

17واں جلسہ سالانہ کونگو کنشاسا

اعلیٰ سرکاری، غیرملکی سفارتکاروں، مذہبی اور اہل علم شخصیات کی شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت احمدیہ کنشاسا کا 17واں جلسہ سالانہ مورخہ 26جنوری 2014ء کو منعقد ہوا۔

ڈیوٹیوں کا آغاز

25جنوری 2014ء کو جلسہ کی ڈیوٹی کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر حاضر تمام ناظمین اور ان کے معاونین کو مکرم امیر صاحب کونگو نے تفصیلی ہدایات دیں۔

جلسہ گاہ

جلسہ کے لئے شہر کے سنٹر میں ہال کرائے پر لیا گیا تھا۔ یہ ہال CENTRE CULTUREL CONGOLAIS LE ZOO میں واقع ہے۔ یہاں پہنچنے کے لئے ہر طرف سے ٹرانسپورٹ کی سہولت موجود ہے۔ جلسہ گاہ کو مختلف بینرز سے اچھی طرح سجایا گیا تھا۔

پہلا اجلاس

26جنوری 2014ء کو جلسہ کے پہلے سیشن کا آغاز محترم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مربی انچارج کونگو کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نظم کے بعد محترم امیر صاحب کونگو نے افتتاحی تقریر کی۔ تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ کی افتتاحی دعا کروائی۔ بعدازاں مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں۔

’’نظام وصیت کی اہمیت و برکات‘‘ از مکرم ابوبکر TSHITENGE صاحب

’’خلافت احمدیہ کے ساتھ تائید و نصرت الٰہی‘‘ از مکرم عمرابدان صاحب نائب امیر جماعت کونگو

’’انفاق فی سبیل اللہ‘‘ از مکرم ابوبکر Mbuyi صاحب‘‘ پہلے اجلاس کے اختتام پر نماز ظہر و عصر ادا کی گئی اور حاضرین کی مشروب کے ساتھ تواضع کی گئی۔

آخری سیشن

اختتامی اجلاس کا آغاز زیر صدارت امیر و مربی انچارج کونگو ہوا۔ تلاوت اور قصیدہ پیش کرنے کے بعد لوکل معلم مکرم موسیٰ لے لے LELE صاحب نے ’’آنحضرت ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع منشور برائے عالم‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدازاں مکرم احمد Buba صاحب نے دین حق اور حقوق انسانی کے موضوع پر تقریر کی، جلسہ کی اختتامی تقریر محترم امیر جماعت کونگو نے ’’عالمی بحران اور امن و سلامتی کا راستہ‘‘ کے موضوع پر کی۔ اختتامی تقریر کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ جس میں احباب جماعت و مہمانان کرام کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے بعدازاں مہمانوں نے جماعت اور جلسہ کے حوالے سے اپنے تاثرات پیش کئے۔

مہمانوں کے تاثرات

اس سال مہمانوں میں عوامی جمہوریہ کونگو کے وزیر اعظم، چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کی نمائندگی کے علاوہ تین وفاقی وزراء اور 2صوبائی وزراء کے نمائندگان شامل جلسہ ہوئے۔ اسی طرح موجودہ حکومت کے جنرل سیکرٹری، بینن اور یونان کے سفارتخانوں کے نمائندے، مقامی مجسٹریٹ حضرات، وکلاء، یونین کونسل کے نمائندگان سمیت 35اہم سرکاری و غیر سرکاری شخصیات نے شرکت کی۔ جبکہ غیر از جماعت مہمانوں کی کل تعداد 170 رہی۔

مادام رقیہ رمضان نمائندہ وفاقی وزیر پانی و بجلی

’’میں آپ کی طرف سے جلسہ کی دعوت ملنے پر آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور کامیاب جلسہ کے انعقاد پر آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جو موضوعات آپ نے اس کانفرنس میں پیش کئے ہیں وہ حالات حاضرہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے جس طرح قومی اور عالمی سطح کے معاملات پر عمدگی سے روشنی ڈالی اور مسائل کا حل پیش کیا ہے وہ غیر معمولی ہے۔ عدل و انصاف کی جو بات آپ نے کی ہے یہ بہت ضروری اور اہم ہے۔ میں خود بھی مسلمان ہوں اور مسلمان ہونے پر فخر محسوس کرتی ہوں۔ امید کرتی ہوں آپ آئندہ بھی ہمیں ضرور جلسہ کی دعوت دیں گے۔‘‘

ڈائریکٹر آف JARDIN ZOOLOGIQUE

’’میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں اور جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوں۔ بہت عمدگی سے کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ میں نے آج بہت کچھ سیکھا ہے۔ آپ نے جو تعلیمات بیان کی ہیں ان پر عمل ہو تو واقعی دنیا میں امن قائم ہو جائے۔‘‘

جناب DMONIQUE صاحب پروفیسر آف کنشاسا یونیورسٹی

’’کانفرنس کا نظم و ضبط بہت اچھا ہے۔ بچے بھی اجلاس میں شامل ہیں لیکن کسی قسم کا کوئی شور نہیں ہوا۔ میں کانفرنس میں شامل ہو کر بہت خوش ہوں۔ آپ کا پروگرام بہت کامیابی سے منعقد ہوا ہے۔ دراصل آج دنیا میں ...... کا ایج بہت خراب ہے۔ لیکن آپ کی کانفرنس میں شامل ہو کر حقائق معلوم ہوئے ہیں۔‘‘

میڈیا کوریج

جلسہ کی کارروائی نیشنل TV RTNC 2 کے علاوہ RTVS 1 RAGA TV HORIZON 33, پر نشر کی گئی، اس کے علاوہ کونگو کے دو اہم اخبارات Le Potentiel اور L'Avenir کے Half Page پر جلسہ کی خوبصورت تصاویر کے ساتھ آرٹیکل شائع کیا، اس کے علاوہ مقامی اخبار Le Grand Temoin میں بھی جلسے کی خبریں شائع ہوئیں ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ملین افراد تک جماعت کا خوبصورت پیغام پہنچا۔

نمائش کتب

جلسہ کے موقع پر جماعتی کتب و لٹریچر کی نمائش لگائی گئی تھی، اس نمائش میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے جانے والے قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم رکھے گئے تھے، اس کے علاوہ فرنچ لٹریچر بھی رکھا گیا تھا، تمام مہمانوں میں ’’جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف‘‘ اور’’ اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح‘‘ کے پمفلٹس لنگالا اور فرنچ زبان میں تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح بعض معززین کو World Crisis and a Path Way to Peace تحفۃً پیش کی گئی۔ نیز دس شرائط بیعت، دوران سال جماعتوں کو ارسال کردہ سرکلرز پمفلٹ بابت دین حق میں شادی اور رسالہ الوصیت مع وصیت فارم شاملین جلسہ میں تقسیم کیے گئے۔

حاضری جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 21 جماعتوں کی نمائندگی ہوئی۔ مہمانوں سمیت جلسہ کی کل حاضری 621 افراد رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ کے شاملین کو اس جلسہ کے اغراض و مقاصد پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شاملین جلسہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

☆......☆......☆

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قبولیت دعا کا

ایمان افروز واقعہ

حافظ ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب نے 18-اپریل 1993ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ذریعہ قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات خاکسار کو جلسہ سالانہ قادیان پر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

1979ء میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبیل انعام ملا تھا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ سالانہ ربوہ 1979ء میں اپنی دلی تمنا کا اظہار فرمایا تھا کہ احباب جماعت علم میں کمال حاصل کریں اور حضور نے جماعت کو بھی اس کے لئے دعا کی تحریک فرمائی تھی۔ خاکسار کو اس جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

چنانچہ اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے لئے غیر معمولی طور پر علم میں ترقی کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔

Oxford University کے پروفیسر DR. Dick Ter Haar کی دعوت پر خاکسار کو 1980ء میں تین مہینے Department of Theoretical Physics University of Oxford میں بطور سینئر وزٹنگ فیلو (Senior Visiting Fellow) کام کرنے کا موقع ملا اور ایک مہینہ یونیورسٹی آف کیمبرج میں خاکسار کے لیکچرز آکسفورڈ، کیمبرج، مانچسٹر اور New Castle On Tyne میں ہوئے۔ الحمدللہ

حضور اقدس جب لندن تشریف لائے تو حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حضور نے خاکسار سے دریافت فرمایا کہ Galaxies کے بارے میں جو تحقیقات ہوئی ہیں۔ وہ بتائیں۔ خاکسار نے اس کا ذکر کیا جو حضور نے بڑی دلچسپی سے سنا۔ خاکسار نے عرض کی کہ میں آکسفورڈ میں ایک مضمون Gravitational Interactions Between Galaxies پر لکھ رہا ہوں۔ حضور سے دعا کی درخواست ہے۔ حضور نے فرمایا۔

’’اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا‘‘

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ مضمون انٹرنیشنل رسالہ ’’فزکس رپورٹس‘‘ (Physics Report) میں دسمبر 1982ء میں شائع ہوا اور بفضلہ تعالیٰ مقبول رہا اور اللہ تعالیٰ نے مزید ریسرچ کی بھی توفیق بخشی اور 1985ء میں خاکسار کو ہندوستان کا ایک نیشنل ایوارڈ Maghnad Saha Award of Theoretical Science دہلی میں دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

مکرم زبیر احمد صاحب

میرے تایا مکرم چوہدری منظور احمد صاحب

چوہدری منظور احمد صاحب (سابق صدر جماعت احمدیہ 37/12.L ضلع ساہیوال) خاکسار کے رشتہ میں تایا تھے۔ آپ کی والدہ خاکسار کے دادا جان چوہدری محمد بوٹا مرحوم کی بہن تھیں۔ اس طرح آپ خاکسار کے والد محترم کے پھوپھی زاد تھے۔ خاندان میں احمدیت آپ کے دادا چوہدری علی بخش صاحب مرحوم کے قبول احمدیت سے آئی۔

چوہدری علی بخش صاحب اپنے علاقے بھینی پُسوال ضلع گورداسپور کے بااثر زمیندار تھے۔ اپنے علاقے میں بَرسَر کے منصب پر بھی فائز تھے۔ آپ کا واقعہ بیعت یوں ہے کہ اس علاقہ میں جماعت کے افراد نے کسی جگہ دعوت الی اللہ کی تو آپ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ دعوت الی اللہ کے اثر سے خفا ہوکر قریبی گاؤں جاگووال کے ذیلدار نے مجمع میں لوگوں کو ڈرانے کی خاطر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ کون احمدی ہوتا ہے؟ چودھری صاحب نے کہا کہ میں ہوتا ہوں۔ اس سے پورے علاقہ میں جماعت کا اچھا اثر پھیلا۔ آپ کی وفات مارچ 1934ء میں ہوئی۔

اخبار الفضل نے ''ایک مخلص احمدی کا انتقال'' کے عنوان کے تحت لکھا کہ:

''نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ چودھری علی بخش صاحب رئیس بھینی پسوال جو علاقہ بیٹ میں ایک معزز اور بارسوخ انسان تھے اور نہایت مخلص احمدی تھے، چند روز بعارضہ نمونیہ بیمار رہنے کے بعد فوت ہوگئے۔ ان کی وفات کی اطلاع پہنچنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی طرف سے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کو تعزیت کے لئے بھیجا اور جناب ناظر صاحب دعوت الی اللہ کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی اظہارِ افسوس کے لئے گئے۔ چودھری صاحب مرحوم تھوڑا عرصہ ہی ہوا کہ احمدی ہوئے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا جوش عطا فرمایا کہ ہر وقت (اشاعت) احمدیت میں مصروف رہتے اور خاص اہتمام کے ساتھ اپنے علاقہ میں (-) جلسے کراتے۔

(الفضل قادیان 20 مارچ 1934ء)

تایا جان چوہدری منظور احمد صاحب کی پیدائش بھینی پَسوال ضلع گورداسپور میں 1937ء میں چوہدری فضل کریم صاحب کے گھر ہوئی۔ اکیلے بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ آپ کے والد صاحب انڈیا میں ہی وفات پا گئے آپ کی نگہداشت ہمارے دادا جان چوہدری محمد بوٹا (جو آپ کے ماموں تھے) نے کی۔ تقسیم ملک کے بعد چک نمبر 37/12.L ضلع ساہیوال میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ 1965ء میں آپ کی شادی اپنی تایازاد مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ سے ہوئی۔ 1970ء کی دہائی میں ہمارے گاؤں کی الگ جماعت قائم ہوئی، تب سے وفات تک آپ صدر جماعت رہے۔

آپ مربیان اور دیگر جماعتی مہمانان کی مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ جو بہترین میسر ہوسکتا پیش کردیتے۔ نہایت گرم جوشی سے ملتے اور ہر طرح سے تعاون کرتے۔ گھر کے ساتھ ہی بیٹھک تھی جہاں یارانِ نکتہ داں آتے اور بیٹھتے، ان کی بھی خاطر تواضع کرتے۔ بطور خاص عید وغیرہ کے موقع پر یہ سلسلہ وسیع ہوتا۔ گاؤں کے دیگر لوگ آتے، اسی طرح غربا آتے تو سب سے ہی حسن سلوک سے ملتے۔ گاؤں کے کئی غریب گھرانوں سے یہ مسلسل سلوک تھا کہ ان کی موقع بموقع حتی الوسع مدد کرتے۔ ہمارے گاؤں کے ایک پرانے خادم نے بتایا کہ اس کے کسی بیٹے، بیٹی کی شادی تھی تو ایک رات قبل اس کے گھر گئے، دروازہ کھٹکھٹایا اور ایک بڑی رقم اس کے ہاتھ میں تھما کر کہا کہ مزید کوئی بھی ضرورت ہوئی تو بتانا ضرور۔

اگر کسی کی طرف کچھ رقم ادھار یا قرض ہوتی اور اس کی مالی حالت کمزور دیکھتے تو رقم واپس نہ لیتے، بلکہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق قرض چھوڑ بھی دیتے۔ لیکن یہ سب کچھ خدا کی خاطر کرتے خودنمائی اور خودستائی سے بے نیاز تھے۔

آپ میٹرک تک سکول جاتے رہے لیکن ساری عمر زمیندارہ کیا۔ اس کے باوجود اپنے تمام بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ہمارے سب سے بڑے تایازاد کرنل مشہود احمد صاحب کو فزکس میں Ph.D کی اجازت ملی تو ہمیں یاد ہے کہ ہم والد صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے گئے تو تایا جان بہت خوش تھے اور بڑی خوشی سے بھائی مشہود کو Ph.D میں داخلہ مل جانے کا ذکر کیا۔ دو بیٹوں نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے M.Sc تک تعلیم حاصل کی۔

اپنے روزمرہ کے ذاتی معمولات میں سہارا لینے سے کافی گریز کرتے۔ گھر پہ بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی وہ خود لے لیتے، دوسروں کو کم ہی کہتے۔ زندگی میں ایک ترتیب اور رکھ رکھاؤ تھا۔ باہر کھیتوں میں جاتے تو الگ جوتا استعمال کرتے۔ گاؤں میں اپنا اچھا بھلا زمیندارہ تھا۔ وضعدار اور خوش اطوار تو تھے ہی۔ خودداری بھی حد درجہ تھی، احتیاج سے بچنے کی ہر ممکن کوشش ہوتی۔ زمیندارہ کے لئے چھوٹے بڑے تمام زرعی آلات اپنے خرید کئے ہوئے تھے۔ اور یہ سب سامان اپنی زمین کے لئے ہی رکھے تھے۔ اگر کوئی دوسرا کہہ بھی دیتا کہ میرے ہاں ہل چلادیں تو ہل چلا دیتے لیکن رقم نہ لیتے۔ یہاں تک احتیاج سے بچتے کہ اگر کسی کی زمین میں بھی ہل چلانے جاتے تو گھر سے ہمارا تایازاد بھائی مسعود احمد مرحوم تایا جی کا کھانا، چائے وغیرہ لے کر جاتے۔

حضرت مسیح موعود کا پیغام ایم ٹی اے کے ذریعہ پھیلنے لگا تو شروع میں تو ہم والد صاحب کے ساتھ قریبی جماعت 6/11.L جا کر خطبہ جمعہ سنتے۔ جلد ہی تایا جان نے گھر پہ ڈش لگوالی۔ بسا اوقات غیراز جماعت دوست گھر آجاتے تو وہ بھی ایم ٹی اے دیکھ لیتے۔ 2000ء میں گاؤں کے بعض شر پسند عناصر نے ہماری جماعت کے تینوں گھرانوں کے سربراہان چوہدری منظور احمد صاحب، چوہدری غفار احمد صاحب اور والد صاحب چوہدری الیاس احمد صاحب کے خلاف 298.C کا کیس درج کروایا۔ اس دوران ایک موقع پر ایک مخالف نے یہ بھی کہا کہ منظور صاحب نے گھر پہ ڈش لگوائی ہوئی ہے اور چائے پر لوگوں کو بلا کر ایم ٹی اے دکھاتے ہیں۔

ہمارے گھر عرصہ بعد ڈش لگی، تب تک ہم سب افراد تایا جان کے گھر پر ہی خطبہ جمعہ دیکھتے اور سنتے رہے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایام میں بطور خاص شیرینی وغیرہ کا بھی انتظام کرلیا جاتا۔ الغرض مختصر جماعت ہونے کے باوجود ایک سرگرمی نظر آتی گلیوں میں بھی اور قبرستان میں بھی وقارعمل ہوتا جلسے بھی ہوتے اور جو بھی جماعتی نمائندگان آتے بڑے خوش وخرم لوٹتے۔

گاؤں میں مخالفت کا ذکر ہو رہا تھا، اگست 2000ء میں مخالفین نے جماعت کے خلاف گاؤں میں ایک بہت بڑا جلسہ کیا۔ ایک مخالف نے اپنا ڈیرہ پیش کیا، کرائے پر ٹرک لاکر سٹیج بنایا گیا۔ شرفاء تو ایسے جلسہ پر آنے والے نہ تھے، لیکن جو بھی پیش پیش تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مخالفت کا قرض چکا دیا۔ ان مخالفین میں سے ایک شخص نے بچوں کو کہا کہ جا کر مرزائیوں کے گھروں پر پتھراؤ کر کے آؤ، میں تمہیں چاول دوں گا۔ تایا جان اور والد صاحب اس دن جماعتی کام کے سلسلہ میں ساہیوال شہر گئے ہوئے تھے ان آوارہ لڑکوں نے عجب طوفان برپا کیا ہمارے احمدیوں کے گھروں پر گرمیوں کی دوپہر کے وقت پتھراؤ کیا۔ خاکسار کے بھائی اویس احمد صاحب کو مارا پیٹا بھی۔ تایا جان کے گھر کے روشندان کو پتھر مار کر توڑ دیا اور اندر تک اینٹیں گئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی بھی بڑے نقصان سے بچالیا۔

اب خدا کی تقدیر نے انہیں اس طرح سے ذلیل کیا کہ الیکشن کے دن لڑائی ہوئی پورا گاؤں اسی ڈیرہ کے باہر کھڑا تھا جنہوں نے جلسہ کے لئے اپنا ڈیرہ پیش کیا تھا۔ ہجوم کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ اس گھر کے تین نوجوانوں کو الیکشن بوتھ سے لے کر ان کے گھر تک مارتے لائے اور کہتے کہ تم باہر نکلو تو تمہیں مار ہی دیں۔ غرض خدا نے عین اُسی جگہ پر ان کی ذلت کے سامان کئے۔

دوسرا شخص جس نے بچوں کو پتھراؤ کی ترغیب دلائی تھی وہ اپنے بیٹے کا سرٹیفکیٹ لینے چیچہ وطنی شہر کے ہائی سکول گیا، تو کسی بات پر ایک استاد سے تلخی ہوگئی۔ تلخی بڑھی تو استاد نے پرائمری کے چھوٹے بچوں کو پیچھے لگا دیا کہ اسے سکول سے نکالو اور انہوں نے ایسا ہی ناگفتہ بہ سلوک کیا بھی۔

19-اگست 2000ء کو صدر تھانہ چیچہ وطنی میں FIR درج کروادی گئی۔ تایا جی غفار احمد صاحب کو ایس ایچ او نے دھوکہ سے بلا کر اسی دن گرفتار کرلیا۔ اگلے روز تایا جان منظور احمد صاحب اور والد صاحب نے عبوری ضمانت کروالی۔ کوئی ایک ماہ بعد جس روز ضمانت منسوخ ہوئی اور گرفتار کیا گیا تو سینکڑوں کی تعداد میں مولوی چیچہ وطنی کی عدالت میں موجود تھے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خاص دعائیں ہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسانی کے ایسے سامان مہیا کردیئے کہ باوجود یہ کہ ساہیوال جیل میں انتہائی خطرناک ملزمان والے بلاک نمبر 7 میں تینوں کو الگ الگ کمروں میں قید کیا گیا تھا لیکن پھر بھی جیل حکام کا سلوک اچھا رہا۔ صبح سے شام تک اکٹھے ہونے کا موقع مل جاتا، بعض نمازیں بھی با جماعت ادا کر لیتے، اسی طرح جمعہ بھی اکٹھے پڑھ لیتے۔ اسیری کا یہ زمانہ نہایت صبر سے گزارا۔ ملتان ہائیکورٹ نے 2 نومبر 2000ء کو ضمانت پر رہائی کے احکامات جاری کئے پھر دوبارہ چیچہ وطنی میں کیس چلتا رہا۔ ہر تاریخ پر عدالت حاضر ہونا ہوتا، اور اس طرح ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا جو اس قفسِ عنصری سے 2004ء میں آپ کی روح کے پرواز کرجانے سے ہی ختم ہوا۔ یہ کیس اگست 2006ء تک چلا۔ 2003ء میں تایا جان نے زمیندارہ چھوڑ کر زمین ٹھیکہ پر دے دی۔ تمام زرعی سامان بھی فروخت کردیا اس کے ساتھ ہی بیمار ہوئے ہیپاٹائٹس سی کی شکایت تھی ہر طرح کے علاج معالجہ کی کوشش کی گئی لیکن: ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ، ایک بیٹی اور چار بیٹے سوگوار چھوڑے۔ ایک بیٹے بھائی مسعود احمد تو 2007ء میں وفات پا گئے۔ باقی اولاد میں کرنل مشہود احمد صاحب راولپنڈی، مشکور احمد صاحب جرمنی اور شاہد احمد صاحب سیالکوٹ ہوتے ہیں، بیٹی نبیلہ صاحبہ بھی سیالکوٹ ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تایا جان کو اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ آپ کی اولاد کو احمدیت کے بیش از پیش خدمت گاروں میں بنائے اور آنے والی نسلیں اس انعام کی قدر کرنے والی ہوں جس کی حفاظت کی خاطر ہمارے آباء نے سختیاں جھیلیں اور پابند سلاسل رہے۔

قدرتی کھاد بنانے کا طریقہ

گلے سڑے پتوں کی کھاد تیار ہونا ایک قدرتی عمل ہے جو کہ کسی بھی نامیاتی کوڑے کرکٹ میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس طریقہ کار میں کوڑا کرکٹ ایک عرصے تک گلتا سڑتا رہتا ہے اور یوں کھاد تیار ہوتی ہے۔ گلے سڑے پتوں کی کھاد یا اس قدرتی کھاد کا عمل قدرتی طور پر کسی نہ کسی شکل میں وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے۔ یوں تو اس عمل میں کافی عرصہ درکار ہوتا ہے لیکن باغبان اور کاشتکار حضرات مختلف طریقہ کار استعمال کر کے کم وقت میں بھی یہ قدرتی کھاد تیار کر لیتے ہیں۔

طریقہ کار

قدرتی کھاد کو تیار کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ مثلاً گلے سڑے پتوں کی تہہ سے کھاد کی تیاری اور سبز کھاد (Green Manuring) کو تیار کرنے کا طریقہ کار قطعی مختلف ہے۔ اس میں زمین پر اُگی ہوئی فصلیں ہیں جو کہ خاص اسی مقصد کے تحت اگائی جاتی ہیں اور انہیں کھیتوں یا باغ کی زمین پر دبایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا ہے۔

اشیاء

تقریباً دنیا کے ہر خطے میں غذائی ذرائع زوال پذیر ہیں مگر یہ ایسے ذرائع ہیں جنہیں قدرتی کھاد تیار کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ باغات اور گھر کے صحن ہر قسم کے کوڑا کرکٹ جیسا کہ گھاس کے میدان کو خوبصورت بنانے کے لئے اوپر اوپر سے تراشی گئی گھاس کے پتے، چھوٹے درختوں کی شاخیں، جھاڑیوں کی کاٹ، چھانٹ، غیر ضروری جڑی بوٹیاں، پھول سبزیوں کے پتے اور ڈنٹھل حتیٰ کہ پرندوں کے مردہ جسم بھی قدرتی کھاد کے ڈھیر پر ڈالے جاسکتے ہیں۔

کچن میں سے نکلنے والا مواد اور کوڑا کرکٹ جیسا کہ سبزیوں کے چھلکے اور کاٹ چھانٹ، چائے کی پتی، ہڈیاں اور بچی کھچی روٹیاں یا خوراک (ماسوائے چکنی چیزوں کے) بھی قدرتی کھاد میں استعمال کی جاسکتی ہے۔

خشک گھاس پھوس اور دیگر زرعی اور گھریلو کوڑا کرکٹ مثلاً گندم چاولوں کے چھلکے، مونگ پھلی اور دیگر خشک میوہ جات کے چھلکے، فصلوں کے ڈنٹھل، لکڑی کا بورا، گنے کا پھوک، گھر کا کوڑا کرکٹ، روئی اور کپاس، لکڑی کی راکھ، پرندوں کے پر بھی قدرتی طور پر تیار ہونے والی کھاد میں استعمال ہوسکتے ہیں۔

صنوبر کے درخت سے حاصل شدہ مواد الگ سے ڈھیر میں رکھا جائے کیونکہ اس میں مٹی کے تیل کی شکل میں بہت حد تک تیزابیت پائی جاتی ہے۔ اس سے تیار ہونے والی کھاد کو بہتر ہے کہ ایسے پودوں کے لئے استعمال کیا جائے جو تیزابیت پسند (Acidic) ہوتے ہیں۔

قدرتی کھاد میں جانوروں کا گوبر بھی اہم جزو ہوتا ہے۔ درحقیقت قدرتی کھاد بننے کے عمل میں جانوروں کے غذائیت بخش گوبر کی افادیت چوگنی ہے اور جس زمین پر پودے اگے ہوئے ہوں وہاں اچھے طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے یہ نسبت سادہ زمین پر براہ راست استعمال کرنے کے کھاد کی اکثر و بیشتر اقسام لحمیات (Proteins)، نائٹروجن (Nitrogen) اور دیگر غذائیت بخش اجزا میں بہت اعلیٰ ہوتی ہے اور ان کے عمل تحلیل میں بیکٹیریا اور چھوٹے چھوٹے جراثیم انتہائی اہم ہوتے ہیں جو صرف خوردبین سے ہی دیکھے جاسکتے ہیں۔ جب یہ کھاد باغوں یا کھیتوں میں براہ راست استعمال ہوتی ہے تو یہ کھاد چھوٹے پودوں کے لئے انتہائی گرم ہوتی ہے اور اگر اسے فوری طور پر زمین یا مٹی میں یکجا نہ کیا جائے تو بہت سی نائٹروجن فضا میں اڑ جاتی ہے۔ تازہ کھاد کی بہ نسبت اچھی طرح گلی سڑی قدرتی کھاد موزوں ہے۔ تازہ نائٹروجن کے سبب گرم کھادیں اپنے اندر بیکٹیریا رکھتی ہیں جو ڈھیر میں موجود مفید چھوٹے چھوٹے جراثیموں کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔

ممنوعہ اشیاء

قدرتی کھاد تیار کرنے کیلئے اس کے اجزائے ترکیبی کا ڈھیر لگاتے وقت چند احتیاطی تدابیر مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

1۔ بیماری سے متاثرہ اور کیڑوں کے شدید حملے کی زد میں آنے والے پودوں کو استعمال کرنے سے گریز کریں۔

2۔ زہریلے پودے جیسے کہ شیکران، لونڈی وغیرہ، ایسی گھاس یا پودے جن کی کاٹ چھانٹ کرنے سے پہلے اس پر کیڑے مار دوا کا سپرے کیا گیا ہو اس کی کانٹ چھانٹ کو استعمال نہ کریں۔

3۔ ایسے پودے یا درخت جو ادویات میں استعمال ہوتے ہیں اور دیگر پودوں اور مفید جرثوموں کی نشوونما میں نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں بھی استعمال نہ کئے جائیں جیسا کہ یوکلپٹس (Euclyptus) سروبا، کیکر، نیم، اخروٹ وغیرہ۔

4۔ ایسی غیر ضروری جڑی بوٹیاں جنہیں تلف کرنا مشکل ہو جیسا کہ مراد گھاس، کتے، بلی اور انسان کا فضلہ، کوئلے کی راکھ، پلاسٹک اور ریشمی کپڑا، شیشہ، دھات اور دیگر ایسے مواد جنہیں تحلیل کرنا مشکل ہو۔

قدرتی کھاد تیار کرنے کے لئے لگائے گئے مختلف اجزائے ترکیبی کے قریب کبھی بھی مکھیوں دیگر چیزوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کسی بھی جراثیم کش ادویہ کا استعمال نہ کریں۔ قدرتی کھاد بننے کے عمل میں بہت زیادہ حرارت پیدا ہو جانے کے باعث کبھی کبھار اس سے مشکل بھی پیدا ہوسکتی ہے۔

طریقہ کار اور ڈھانچہ

قدرتی کھاد تیار کرنے کے لئے مختلف طریقہ کار استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ آپ اسے کھلی فضا میں ڈھیر لگا کر تیار کرسکتے ہیں یا پھر گڑھا کھود کر بھی اسے تیار کیا جاسکتا ہے۔ کسی میدانی سطح کے کھیت، ڈرم، لکڑی یا کسی سیمنٹ کے ڈرم کو بھی اس سلسلے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ قدرتی کھاد جو سادہ طریقے سے تیار کی جاتی ہے۔ اکثر ترقی پذیر علاقوں میں چھوٹے پیمانے پر خوراک کو دیرپا اور تازہ رکھنے میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ قدرتی کھاد کے اجزائے ترکیبی کے ڈھیر لگانا قدرے کم خرچ ہوتا ہے۔ ان ڈھیروں کو تیز ہواؤں، شدید بارشوں اور گرمی یا دھوپ سے بچاؤ کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن عام حالتوں میں یہ مناسب طور پر گلتے سڑتے رہتے ہیں اور یوں قدرتی کھاد بننے کا عمل جاری رہتا ہے۔

1۔ 9 انچ تک زمین کو گوڈی کریں (23 سینٹی میٹر) جہاں پر آپ نے ڈھیر لگانا ہے۔ اس سے پانی کے نکاس میں مدد ملے گی اس سلسلے میں بیلچہ، کدال یا کسّی وغیرہ سے کام لیا جاسکتا ہے۔

2۔ درخت کی سخت قسم کی شاخوں کی 6 انچ موٹی تہہ بچھا دیں۔ اس میں سورج مکھی کے ڈنٹھل اور دیگر سخت اور نامیاتی مواد استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مواد کو سہارا دینے اور ہوا کی آمدورفت کے لئے آپ درج بالا مواد کو آڑا ترچھا رکھ سکتے ہیں۔

3۔ خشک اور غیر ضروری جڑی بوٹیوں کے مواد پر بھی خشک مواد کی چھ انچ موٹی تہہ لگائیں۔ اس میں خشک پتے، گھاس کی کانٹ چھانٹ استعمال ہوسکتی ہے۔ اس تہہ کی گہرائی کا انحصار مواد کے ڈھیلے کے طور پر بچھائے جانے یا خوب کس کر بچھانے پر ہے کیونکہ جب مواد کا بوجھ بڑھے گا تو یہ تہہ بیٹھ جائے گی۔

4۔ اس کے بعد تازہ گھاس پھوس اور درختوں کی کانٹ چھانٹ فصلوں کا سبز مواد اور کچن سے حاصل شدہ کوڑا کرکٹ کی 4 انچ موٹی تہہ بچھا دیں۔

5۔ پرانی کھاد یا کچن کا کوڑا کرکٹ جو کہ تیزابیت یا چکنائی سے پاک ہو، کی ایک موٹی تہہ بچھا دیں اس سے بیکٹیریا کی حرکت و عمل تیز ہو جائے گا جو کہ قدرتی کھاد کے بننے کے عمل کو تیز کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

6۔ ہر ایک تہہ پر کافی مٹی بچھا دیں تا کہ مواد اچھی طرح سے ڈھانپ دیا جائے اور پھر اس مٹی کی تہہ پر خوب پانی چھڑکیں تا کہ یہ مٹی اچھی طرح بیٹھ جائے مٹی اور پانی سے مکھیاں دور رہیں گی اور مواد اپنی جگہ سے ہلے گا نہیں۔ مچھر بھی دور رہیں گے اور بُو بھی نہیں آئے گی۔

7۔ ڈھیر کو ایک طرف جھکنے سے بچانے کیلئے آپ خشک سبز مواد کی تہیں یکے بعد دیگرے لگا سکتے ہیں۔ اس میں کچن کا مواد، مٹی اور پانی بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ بہتر ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر آپ اس ڈھیر کے سارے عمل کو مکمل کرلیں تا کہ مواد کے گلنے سڑنے کا عمل بالکل مناسب اور ہم آہنگ ہو۔

8۔ جب ڈھیر لگانے کا عمل مکمل ہو جائے تو اسے پانی سے خوب سیر کریں اور باقاعدگی سے سیراب کرتے رہیں۔ ایک دفعہ جب ڈھیر لگا دیا جائے تو اسے مٹی اور دیگر نامیاتی مواد سے ڈھانپ دیں۔

قدرتی کھاد کے اس ڈھیر کو تحلیل کے عمل کے دوران 120 سے 140 ڈگری تک بہتر طور پر قائم رکھا جاسکتا ہے۔

یعنی ڈھیر کے اندر 50 سے 60 ڈگری تک حرارت موجود ہونی چاہئے۔ ڈھیر کے اندر حرارت چیک کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کے اندر سٹیل کی ایک سلاخ ڈال دیں اور اسے دس پندرہ منٹ کے بعد نکالیں۔ کوئی بھی شخص چھو کر بتا سکتا ہے کہ ڈھیر میں کس قدر حرارت موجود ہے اگر یہ سلاخ بہت ٹھنڈی ہو تو آپ نائٹروجن پر مبنی مواد جیسا کہ کپاس کے بیج، خون، گوشت اور ہڈیاں وغیرہ ڈال کر اس کی حرارت میں اضافہ کرسکتے ہیں۔ اگر ڈھیر میں حرارت بہت زیادہ ہو تو کور (Cover) اتار دینا چاہئے اور اسے پانی سے تر کرنا چاہئے۔

اگر ڈھیر کو ہفتے میں دو یا تین بار ہلایا جائے تو پھر 90 دنوں میں آپ کو قدرتی کھاد تیار مل سکتی ہے اور اگر ہفتے میں ایک مرتبہ اس ڈھیر کو ہلایا جائے اور پھر قدرتی کھاد تیار ہونے کا دورانیہ چار ماہ اس سے بھی زیادہ ہوسکتا ہے۔ سارا مواد ہلانے کے بعد ڈھیر کو پہلے کی طرح ترتیب دے دیں اور اس کے اوپر مٹی کی موٹی تہہ بچھا کر پانی کا چھڑکاؤ اس طرح کریں کہ مٹی اچھے طریقے سے بیٹھ جائے۔

(ماہنامہ معیار مارچ 2006ء)

قابل رشک ہے وہ انسان

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی''۔ (بخاری)

ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہے۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے بہت بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (البقرہ:262)

فضل عمر ہسپتال جماعت کا خدمت خلق کا ادارہ ہے۔ براہ مہربانی دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے اپنے عطایاجات مد امداد نادار مریضاں /اور مد ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

فٹ بال کی تاریخ کے چیدہ چیدہ اہم واقعات

☆ فٹ بال کے قوانین پہلی بار 1848ء میں کیمبرج یونیورسٹی کی ایک کمیٹی نے وضع کیے۔ اسی مناسبت سے انہیں کیمبرج رولز کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ”کیمبرج رولز“ کے تحت گول کک، کھیل دوبارہ شروع کرنے کا طریقہ (تھرو ان) فارورڈ پاس اور گیند کو پکڑ کر بھاگنے کی ممانعت جیسے اصول بھی کھیل میں شامل کئے گئے۔

☆ 1857ء میں برطانوی کاؤنٹی شیفیلڈ (Sheffield) میں دنیا کا اولین فٹ بال کلب قائم کیا گیا، اسی برس فٹ بال میں کچھ نئے قوانین متعارف کروائے گئے جنہیں ”شیفیلڈ رولز“ کہا جاتا ہے۔ ان قوانین میں نمایاں ترین فاؤل پر فری کک اور کارنر کک تھے۔

☆ ”فٹ بال ایسوسی ایشن“ کا قیام 1863ء میں عمل میں آیا جو دنیا کی پہلی فٹ بال ایسوسی ایشن تھی۔ اس تنظیم نے فٹ بال کے رائج چودہ اصولوں کی توثیق کی۔

☆ فٹ بال کا پہلا ٹورنامنٹ 1867ء میں شیفیلڈ میں کھیلا گیا جس میں اس کاؤنٹی کے بارہ کلبوں نے شرکت کی۔ ان مقابلوں کو Youdan Cup کا نام دیا گیا تھا۔

☆ پہلا بین الاقوامی میچ 5 مارچ 1870ء کو انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے درمیان اوول، لندن میں کھیلا گیا تھا جو برابری کی بنیاد پر ختم ہوا۔

☆ 1871ء میں فٹ بال کی تاریخ کے قدیم ترین ٹورنامنٹ ”فٹ بال ایسوسی ایشن چیلنج کپ“ کا آغاز ہوا جو آج بھی منعقد ہوتا ہے۔

☆ FIFA (فیڈریشن انٹرنیشنل فٹ بال ایسوسی ایشن) سے منظور شدہ پہلا بین الاقوامی میچ 1872ء میں سکاٹ لینڈ اور انگلستان کے درمیان گلاسگو میں کھیلا گیا۔ اسی برس فٹ بال ایسوسی ایشن نے کک کارنر اور بال فکسچر کے اصول متعارف کروائے۔

☆ 1874ء میں فٹ بال ایسوسی ایشن نے ریفری کو یہ اختیار دیا کہ وہ چند قوانین کی خلاف ورزی پر کھلاڑیوں کو میدان سے باہر کر سکتا تھا۔ علاوہ ازیں اسی برس ٹیموں کے لئے ہاف ٹائم کے بعد جگہ کی تبدیلی بھی لازمی قرار دے دی گئی۔

☆ 1877ء میں کھیل کا دورانیہ 90 منٹ کر دیا گیا۔

☆ ریفریز نے دوران کھیل سیٹی کا استعمال 1878ء میں شروع کیا۔

☆ فٹ بال ایسوسی ایشن نے 1885ء میں پروفیشنل ازم کو قانونی شکل دی۔

☆ 1886ء میں انگلینڈ، سکاٹ لینڈ، ویلز اور آئر لینڈ کی فٹ بال ایسوسی ایشن نے انٹرنیشنل فٹ بال ایسوسی ایشن بورڈ تشکیل دیا۔

☆ 1890ء میں گول نیٹ متعارف کروائے گئے۔

☆ 1891ء میں پینلٹی کک کو کھیل کا حصہ بنایا گیا۔ نائب ریفری کو بطور لائن مین متعارف کرایا گیا۔ اسی برس برطانیہ سے باہر اولین چیمپئن شپ ارجنٹائن میں منعقد ہوئی۔

☆ ایشیا کی پہلی فٹ بال ایسوسی ایشن سنگا پور میں 1892ء میں قائم ہوئی۔

☆ 1892ء میں ریفری کو کھیل پر مکمل اختیار دے دیا گیا۔

☆ 1899ء میں کھلاڑیوں کی تعداد گیارہ کر دی گئی۔

☆ 21 مئی 1904ء کو پیرس میں فیفا کا قیام عمل میں آیا۔

☆ 1908ء میں لندن میں ہونے والے گرمائی اولمپکس کے کھیلوں میں پہلی بار فٹ بال ٹورنامنٹ کا انعقاد بھی کیا گیا۔ برطانوی ٹیم فاتح رہی تھی۔

☆ 1912ء میں فٹ بال کے قوانین میں ایک اور ترمیم کی گئی، جس کے تحت گول کیپر کے پینلٹی ایریا سے باہر جا کر گیند پکڑنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔

☆ 1913ء میں کھلاڑیوں کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ مقابل ٹیم کے فری کک مارنے والے کھلاڑی سے کم از کم دس گز دور رہیں گے۔ اسی برس امریکا میں ”سوکر فیڈریشن“ قائم ہوئی۔

☆ 1920ء میں گرمائی اولمپکس بیلجیئم میں منعقد ہوئے۔ فٹ بال ٹورنامنٹ کا ایک میچ مصر اور اٹلی کے درمیان کھیلا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا جب کسی افریقی ملک (مصر) کی ٹیم نے بین الاقوامی میچ میں حصہ لیا۔

☆ 1924ء میں کھلاڑیوں کو کارنر سے براہ راست گول کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

☆ روس کی ٹیم کے گول کیپر Lev Yashin کو فٹ بال کی تاریخ کا عظیم ترین گول کیپر مانا جاتا ہے۔ 1963ء میں ”یورپین فٹ بالر آف دی ایئر“ کا اعزاز حاصل کرنے والا پہلا گول کیپر تھا۔

☆ 1992ء میں بیک پاس رول کا اطلاق کیا گیا اس کے ساتھ ساتھ گول کیپر پر اپنی ہی ٹیم کے کسی کھلاڑی کی طرف سے براہ راست آنے والی گیند کو کیچ کرنے اور پکڑنے سے روک دیا گیا۔

☆ 2000ء میں پیلے اور ڈیاگو میراڈونا کو مشترکہ طور پر فیفا کا ”پلیئر آف دی سینچری ایوارڈ“ دیا گیا۔ (روزنامہ ایکسپریس 15 جون 2014ء)

شہد کی مکھیوں کا دماغی نقشوں سے راستہ تلاش کرنا

مکھیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سورج کی مدد سے راستہ تلاش کرتی ہیں لیکن سائنس دانوں میں دوسرے طریقوں کے استعمال پر اختلافات ہیں۔ محققین کی ایک ٹیم نے مکھیوں کے ایک گروپ کو بدحواس کر دیا جس کی وجہ سے وہ سورج کی پوزیشن کو سمجھ نہ سکیں۔

سائنس دانوں کو معلوم ہوا کہ مکھیاں اپنے چھتے کی جانب اسی رفتار سے واپس آئیں جس رفتار سے راستہ نہ بھٹکنے والی مکھیاں آئیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اضافی دماغی نقشے استعمال کرتی ہیں۔

یہ تحقیق سائنسی جریدے پی این اے میں شائع ہوئی ہے۔ ممالیہ جانور اپنے دماغ میں مسلسل شناسا جگہوں کے نقشے بناتے ہیں اور ان کی مدد سے جگہوں کو شناخت کرتے ہیں۔

برلن یونیورسٹی کے پروفیسر رینڈ ولف میزل کا کہنا ہے کہ یہ بحث عام طور پر کی جاتی ہے کہ چھوٹے دماغ والے کیڑے ایسا کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ مکھیوں کے دماغ کی بناوٹ ممالیہ جانوروں کی طرح ذہنی نقشے بنانے والی نہیں ہوتی تاہم نئی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ شہد کی مکھیاں امتیازی نشانات کو پہچان لیتی ہیں۔

(بی بی سی اُردو 4/جون 2014ء)

چھوٹے قد کے انسانوں کے آثار دریافت

ایران میں ایسے قدیم شہر کے آثار ملے ہیں۔ جہاں کے رہنے والے موجودہ انسان کی نسبت بہت چھوٹے قد کے تھے، اور چھوٹے چھوٹے مکان نما بستیوں کی صورت میں رہتے تھے۔ جبکہ ان کے گھر اور بستیاں بھی ہمارے لئے گڑیوں کے گھروں کی طرح ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت 4 جون 2014ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 25 جون

طلوع فجر	3:24
طلوع آفتاب	5:02
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	7:20

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

25 جون 2014ء

12:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جون 2014ء
4:05 am	سوال وجواب
6:30 am	گلشن وقف نو
9:50 am	لقاء مع العرب
11:45 am	انصار اللہ یوکے اجتماع 7-اکتوبر 2012ء
2:05 pm	سوال وجواب
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2008ء
8:15 pm	دینی وفقہی مسائل
11:20 pm	انصار اللہ یوکے اجتماع

راحت جان
تبخیر معدہ، گیس کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434 -6211434

رمضان پیکج
مریم میڈیکل اینڈ سرجیکل سنٹر یادگار روڈ ربوہ
جنرل آؤٹ ڈور، فیس 50 روپے صرف
اوقات صبح 9 بجے تا دوپہر 2 بجے تک صرف
بلڈ پریشر، یرقان، نزلہ زکام بخار، تپ دق فالج
سانس کی تکلیف اور سرجری کے مریضوں کے لئے
0476213944, 0476214499

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

FR-10

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
انٹرنیشنل موٹرز لاہور
تمام جاپانی گاڑیوں کے پرزہ جات دستیاب ہیں